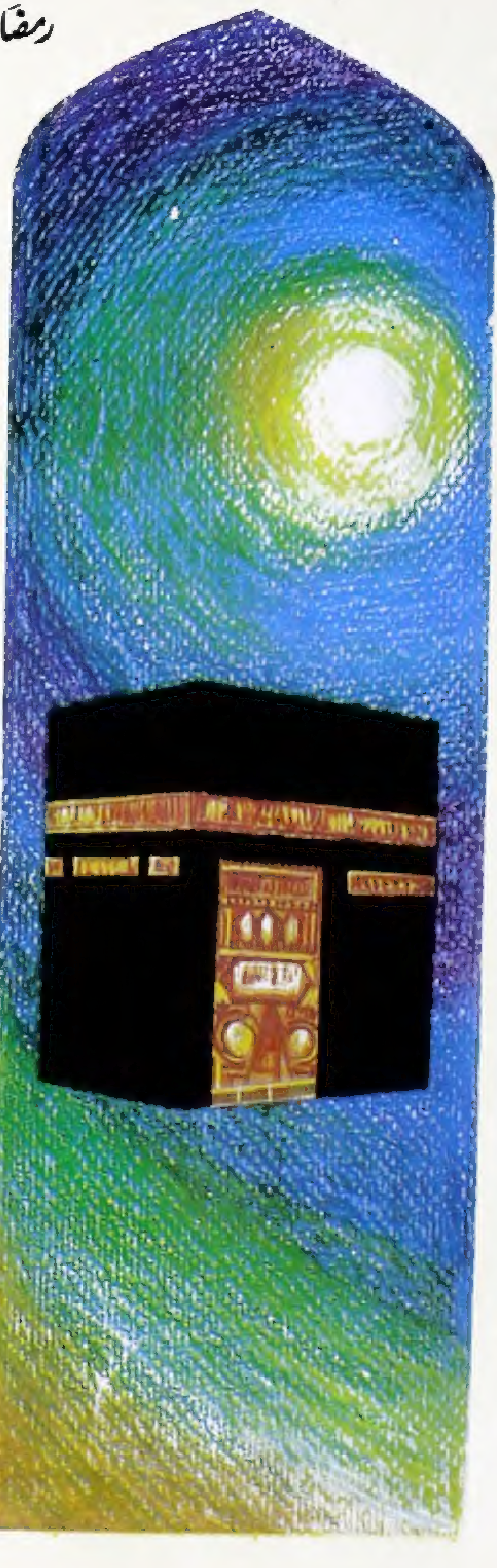
رمضان المبارک میں اعتکاف کے موضوع پر ایک
بہترین اور مستند کتاب

تجلیاتِ اعتکاف



مولانا محمد صدیق ہزاروی

ناشر و تاجر کتب
پروگریسو بکس
40-بی اردو بازار ○ لاہور ○

رمضان المبارک میں اعتکاف کے موضوع پر ایک

بہترین اور مستند کتاب

تجلیاتِ اعتکاف

مولانا محمد صدیق ہزاروی

ناشر و تاجر کتب

پروگریسو بکس

40-بی اردو بازار ○ لاہور ○

نام کتاب ـــــــــ تجلیاتِ اعتکاف
مُصنّف ـــــــــ مولانا صدیق ہزاروی
پرنٹرز ـــــــــ گنج شکر پرنٹرز لاہور
ناشر ـــــــــ میاں شہباز رسول
بار اوّل ـــــــــ جنوری ۱۹۹۲ء
قیمت ـــــــــ RS18..00 روپے

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ	۵
۲	اعتکاف کا لغوی معنیٰ	۷
۳	اعتکاف کا شرعی معنیٰ	"
۴	اعتکاف کا ثواب	۸
۵	اعتکاف کا فلسفہ	۱۰
۶	اعتکاف کے روحانی فوائد	۱۲
۷	اعتکاف کے جسمانی فوائد	۱۷
۸	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف	۱۸
۹	احادیث مبارکہ	۱۹
۱۰	اعتکاف کی اقسام	۲۸
۱۱	مستحب اعتکاف	"
۱۲	نیتِ اعتکاف	۲۹
۱۳	واجب اعتکاف	۳۰
۱۴	نذر کی اقسام	۳۰
۱۵	شرائطِ اعتکاف (واجب)	۳۲
۱۶	سنت اعتکاف	۳۳
۱۷	شرائط (سنت اعتکاف)	"
۱۸	اعتکاف کا رکن	۳۴
۱۹	اعتکاف کا آغاز	۳۵
۲۰	پردہ لٹکانا اور بچھونا بچھانا	۳۶
۲۱	معمولاتِ معتکف	۳۷
۲۲	معتکف کا کھانا، پینا اور سونا	۳۹
۲۳	استثنائی صورت	۴۰
۲۴	تنبیہ	"
۲۵	حاجتِ طبعی کے لیے باہر جانا۔	"
۲۶	گرمیوں کا غسل	۴۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۷	حاجتِ شرعی	۴۳
۲۸	نماز جنازہ میں شرکت اور بیمار پرسی۔	۴۴
۲۹	مسجد کی چھت پر جانا	۴۵
۳۰	خواتین کا اعتکاف	۴۶
۳۱	آدابِ مسجد	۴۷
۳۲	اعتکاف کے آداب	۴۸
۳۳	مکروہاتِ اعتکاف	۴۹
۳۴	اعتکاف کب ٹوٹتا ہے۔	"
۳۵	اعتکاف کی قضا	۵۱
۳۶	اعتکاف سے فراغت	"
۳۷	مسائلِ اعتکاف (اجمالی خاکہ)	۵۲
۳۸	نصابِ اعتکاف	۵۶
۳۹	تلاوتِ قرآن مجید	"
۴۰	نوافل	"
۴۱	صلوٰۃِ تسبیح اور اس کا طریقہ	۵۷
۴۲	نمازِ تہجد	۵۸
۴۳	نمازِ اشراق	"
۴۴	نمازِ چاشت	"
۴۵	صلوٰۃ الاوابین	۵۹
۴۶	درود شریف	"
۴۷	سیرتِ نبوی کا مطالعہ	۶۱
۴۸	فقہی مسائل سیکھنا	"
۴۹	دعا۔	"
۵۰	حرفِ آخر	۶۳

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیوی حرص اور مادہ پرستی کے اس ماحول میں آج کا انسان اسباب معیشت کی تلاش اور معاشرتی رکھ رکھاؤ کے حصول کی فکر میں اس قدر الجھ گیا ہے کہ وہ اپنے مقصدِ حیات کو بھی فراموش کر بیٹھا ہے۔

انسانی تخلیق اور اس کی زندگی کا اہم مقصد خالقِ کائنات کی معرفت اور اس کا قرب ہے جب انسان اس مقصد کو پا لیتا ہے تو وہ دنیا کے جھمیلوں سے نا آشنا اور دولت کی جھنکار سے بے خبر ہو جاتا ہے اور یہی نا آشنائی اور بے خبری اس کیلئے حقیقی سکون کا باعث ہے۔

اس عظیم مشن کی تکمیل تب ہی ممکن ہے جب زندگی کی مصروفیات میں سے کچھ وقت بچا کر دنیا اور ما فیہا سے بے خبر، اہل و مال سے الگ تھلگ اور نفسانی خواہشات سے گریزاں ہو کر صرف اور صرف بارگاہِ خداوندی میں حاضری کا شرف حاصل کیا جائے اور اس کا بہترین طریقہ اعتکاف ہے۔

اعتکاف۔ کا لغوی معنیٰ اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے؟ اس کی اقسام، روحانی و

جسمانی فوائد، فلسفہ، مکروہات و مستحبات اور باقی تمام ضروری مسائل کے علاوہ معتکف کے معمولات اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعتکاف کی ایک جھلک اس کتاب کے مشمولات ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ تمام ضروری مسائل کا احاطہ کیا جائے، لیکن ایسا کب ممکن ہے۔ قارئین کی تعمیری تنقید اور مثبت آراء کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

پروگریسو بکس اُردو بازار لاہور کے پروپرائٹر جناب میاں غلام رسول صاحب اور ان کے جواں سال صاحبزادے شہباز رسول صاحب ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں جو ملتِ اسلامیہ کو علمی، دینی لٹریچر مہیا کر رہے ہیں۔ ان کی خواہش پر راقم اس کتاب کی تالیف کی سعادت سے بہرہ ور ہوا اور وہی اس کی اشاعت کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دینی اشاعتی ادارے کو دن دُگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

محمد صدیق ہزاروی

اعتکاف کا لغوی معنیٰ

اعتکاف باب افتعال کا مصدر ہے۔ اس کا مادہ عکف (ع ک ف) ہے اگر متعدی استعمال ہو تو اس کا مصدر "عکفٌ" آتا ہے اور لازم ہو تو مصدر "عکوفٌ" آتا ہے۔ عکف کا معنیٰ روکنا اور منع کرنا ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا۔

عکوف کا معنیٰ کسی چیز کی طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لیے متوجہ ہونا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ يَعْكُفُونَ عَلٰى أَصْنَامٍ لَّهُمْ۔

اعتکاف فعل متعدی عکف سے بنا ہے چونکہ اعتکاف کرنے والا اپنے آپ کو مسجد میں روک کر رکھتا ہے اس لیے اس کو معتکف اور اس عمل کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔

اعتکاف کا شرعی معنیٰ

شریعت میں اعتکاف کا مطلب نیت کے ساتھ مسجد میں ٹھہرنا ہے۔ نہایہ میں ہے کہ شریعت کی اصطلاح میں اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا اور اس سے مل جانا ہے[1]۔

---

[1] یہ تمام بحث بنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد اول جزو ثانی ص ۱۲۷ سے اخذ کی گئی ہے۔

امام علامہ فخر الدین زیلعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

"شریعت میں (اعتکاف) نیت اور روزے کے ساتھ مسجد میں ٹھہرنے کا نام ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ[۱] میرے گھر کو طواف کرنے اور اعتکاف کرنے والوں کے لیے پاک کر دو۔

تو اصطلاحی تعریف میں لغوی معنی کچھ اوصاف کے اضافے کے ساتھ پایا جاتا ہے[۲]۔

امام زیلعی کی تعریف واجب اور سنت اعتکاف پر صادق آتی ہے کیونکہ ان دو قسموں میں روزہ شرط ہے جبکہ امام عینی کی تعریف مطلق ہے اور تمام اقسام کو شامل ہے۔

نوٹ: اعتکاف اور اسکی اقسام کا بیان آگے آرہا ہے۔

اعتکاف کا ثواب

اعتکاف کی فضیلت اور معتکف کی عظمت کا اندازہ قرآن پاک کی اس آیت سے بخوبی ہو جاتا ہے جس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ شریف کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک کر دیں۔

اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ[۳]

---

[۱] قرآن مجید، سورہ بقرہ آیت ۱۲۵

[۲] فخر الدین زیلعی، امام تبیین الحقائق جزء اول ص ۳۴۷

[۳] سورہ بقرہ آیت ۱۲۵۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معتکف کے بارے میں فرمایا کہ وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اسے اس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اس نے تمام نیکیاں کی ہوں[1]۔

امام بیہقی نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے رمضان المبارک میں دس دنوں کا اعتکاف کیا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے دو حج اور دو عمرے کیے[2]۔

حضرت امام زہری فرماتے ہیں:۔

ان لوگوں پر تعجب ہے جو اعتکاف کو چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کو کرتے تو کبھی اسے چھوڑ بھی دیتے لیکن آپ نے مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد وصال تک اعتکاف کو ترک نہیں کیا[3]۔

حضرت عطاء خراسانی فرماتے ہیں۔

"معتکف اس شخص کی طرح ہے جو اپنے آپ کو اللہ تعالٰی کے سامنے ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک مجھے بخش نہ دیا جائے[4]۔

معتکف جب اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اعتکاف بیٹھتا ہے تو اللہ تعالٰی کا محبوب بن جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالٰی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ ص ۱۲۸ باب فی ثواب الاعتکاف

[2] احمد بن حسن بیہقی، شعب الایمان حدیث ۳۹۶۷ جلد ۳ ص ۴۲۵

[3] ابو بکر بن مسعود کاسانی بدائع الصنائع جز ۲ ص ۱۰۸۔

[4] ابو بکر بن مسعود کاسانی، بدائع الصنائع جز ۲ ص ۱۰۸۔

کی پیروی کرنے والوں کو اپنا محبوب قرار دیا ہے

ارشادِ خداوندی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[1]

آپ فرما دیجئے اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

اعتکاف کا فلسفہ

اسلام دینِ فطرت ہے اور فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان باہم مل جل کر رہیں ایک معاشرہ قائم کریں اور معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار بنیں۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوں اور محنت و مشقت کے ذریعے حصولِ رزق کی راہ اپناتے ہوئے خود بھی ضروریاتِ زندگی حاصل کریں اور معاشرے کے مجبور و معذور افراد کو بھی زندگی کی بنیادی ضروریات فراہم کریں۔

بنا بریں اسلام میں اس بات کی قطعاً گنجائش نہیں کہ کوئی شخص معاشرے سے بالکل الگ تھلگ کسی کونے میں بیٹھ جائے اور اپنے لیے رزق، لباس اور دیگر ضروری اشیاء کی خاطر دوسروں کا دستِ نگر اور محتاج بن کر رہ جائے حتیٰ کہ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور امتِ مسلمہ کے تمام اکابر اسلاف تجارت یا کسی پیشہ سے متعلق رہے ہیں۔

لیکن دوسری طرف نفس و شیطان، حرص و آز، ہوس و نفس پرستی اور معاشرے کی ہنگامہ خیزیوں کا ڈسا ہوا انسان، پریشانیوں سے نجات چاہتا ہے۔ امن و سکون کی دولت سے مالا مال ہونا چاہتا ہے، سکونِ قلبی کی بیش قیمت نعمت

---

[1] قرآن مجید، سورہ آل عمران آیت ۳۱۔

سے سعادت مندی کی منزلیں طے کرنا چاہتا ہے، بازار کے شور و شغب اور میدان کے لہو و لعب سے کچھ دیر کے لیے اپنے کانوں اور آنکھوں کو محفوظ کرنا چاہتا ہے، وہ کچھ وقت اپنے خالق و مالک کے ساتھ تخلیہ کا خواہش مند ہے وہ قال کی دنیا سے حال کی زندگی میں جانے کا آرزو مند ہے۔

تو کیا اسلام اس کی اس تمنا کو پورا نہیں کرتا، کیا اسلام نے اس کی گوشہ نشینی پر پابندی لگا رکھی ہے۔ کیا دین حق اسے دنیا کے بکھیڑوں سے کچھ وقت باہر نکلنے کی کوئی سبیل نہیں بتاتا؟

نہیں ایسا ہرگز نہیں اسلام کا راستہ اعتدال کا راستہ ہے۔ دین حق کے داعی امت کے خیر خواہ اور کائنات انسانیت ہی نہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا[1] — بہترین کام وہ ہے جو اعتدال پر مبنی ہو۔

لہٰذا اسلام نے اپنے ماننے والوں کو نہ تو کسب معاش سے روکا اور نہ خلوت گزینی سے، نہ ان پر معاشرتی زندگی سے باہر جانے کی پابندی لگائی اور نہ گوشہ نشینی کو زندگی کا جزو لازم قرار دیا، بلکہ ایک درمیانہ راستہ بتایا وہ یہ کہ معاشرے کے دوسرے افراد کے ساتھ مل کر رہو اپنے لیے بھی اسباب معیشت تلاش کرو اور دوسروں کے کام بھی آؤ اور جب ادھر سے تھک جاؤ اور اپنے دل کو دنیوی محبت سے زنگ آلود ہوتا دیکھو تو خدا کے گھر میں داخل ہو جاؤ دوکان و مکان، آل و اولاد، دولت و سامان، دوست و رشتہ دار سب سے منہ موڑ کر صرف خالق حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور کچھ دنوں تک اپنے دل کی

---

[1] احمد بن حسین بیہقی، سنن بیہقی جلد ۳ ص ۲۷۳۔

میل اور زنگ کو تلاوتِ قرآن، حمد و نعت، تسبیح و تہلیل، درود و سلام اور نوافل کے زنگ مال سے دور کردو۔ اسی گوشہ نشینی اور حاضری کا نام اعتکاف ہے۔ گویا اسلام میں اعتکاف وہ اہم عبادت ہے جو قلب و نظر کی طہارت و نظافت کا ضامن ہے۔ چونکہ اعتکاف ایک قسم کی گوشہ نشینی ہے اس لیے وہ تمام فوائد جو گوشہ نشینی سے حاصل ہوتے ہیں معتکف بھی ان سے متمتع اور لطف اندوز ہوتا ہے۔

اعتکاف کے رُوحانی فوائد

اس سے پہلے کہ اعتکاف کے روحانی فوائد کا ذکر کیا جائے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ گوشہ نشینی اسی وقت فائدہ مند ہو گی جب اس کے نقصانات سے اپنے آپ کو بچایا جائے یعنی اپنے آپ کو مستقل گوشہ نشین بنا کر معاشرتی فوائد سے محرومی کی راہ اختیار نہ کی جائے۔

لہٰذا اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیشِ نظر رہنا چاہیے۔ آپ نے جہاں غارِ حرا میں تخلیہ اور گوشہ نشینی کے ذریعے اپنے رب سے لو لگائی وہاں تجارت، جہاد، تبلیغ دین اور خدمتِ خلق اور دیگر معاشرتی کاموں میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔

اعتکاف جو درحقیقت ایک مخصوص وقت کے لیے مخصوص جگہ پر گوشہ نشینی کا نام ہے معتکف کو روحانی جلا بخشنے کا اہم ذریعہ ہے۔ اس حالت میں معتکف کو درج ذیل روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں جو درحقیقت گوشہ نشینی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔

پہلا فائدہ

معتکف گوشہ نشینی کی وجہ سے عبادت اور غور و فکر کے لیے فراغت کی نعمت سے مالا مال ہوتا ہے اس لیے وہ مخلوق کے ساتھ مصروف گفتگو ہونے کی بجائے اپنے رب سے مناجات کا شرف حاصل کرتا ہے۔ اس تخلیہ میں اس پر دنیوی و اخروی امور سے متعلق اسرار خداوندی منکشف ہوتے ہیں۔

اسی لیے حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے فرمایا۔

"مومن کی خوشی و سرور اور لذت تنہائی میں اپنے رب سے مناجات میں ہے"

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا۔

"جو شخص لوگوں کے ساتھ گفتگو کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ گفتگو سے مانوس نہیں ہوتا۔ اس کا علم کم، دل اندھا اور عمر ضائع ہوگئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا۔

"اس شخص کی حالت کتنی اچھی ہے جو سب سے الگ ہو کر اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

دوسرا فائدہ

معتکف ان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے جو عام طور پر میل جول سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً جب وہ بازار، گھر اور دیگر مجالس سے الگ تھلگ مسجد میں گوشہ نشین ہو جاتا ہے تو کسی کی غیبت نہیں کرتا، چغلی کھانے سے محفوظ رہتا ہے

ریاکاری سے دور رہتا ہے اور معاشرے میں لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہونے کے جس گناہ میں ملوث ہو سکتا تھا اعتکاف کی وجہ سے اس گناہ سے بھی بچ جاتا ہے اس کے علاوہ دنیوی حرص کی وجہ سے جو اخلاق ذمیمہ اور اعمال خبیثہ پیدا ہوتے ہیں ان سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔

تیسرا فائدہ

معاشرے میں جو فتنے اور جھگڑے پائے جاتے ہیں معتکف گوشہ نشینی کی وجہ سے ان فتنوں سے بھی محفوظ رہتا ہے اس طرح وہ اپنے دین اور نفس کی حفاظت کرتا اور سلامتی کے غار میں پناہ لیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے اور فساد کے دنوں کا ذکر کیا تو میں نے پوچھا فساد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے بھی امن میں نہ ہوگا میں نے عرض کیا اگر مجھے ایسے حالات پیش آجائیں تو آپ مجھے کس بات کا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا اپنے آپ کو اور اپنے ہاتھ کو روک کر رکھو اور اپنی حویلی میں داخل ہو جاؤ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا بتائیے اگر وہ میری حویلی میں بھی داخل ہو جائے تو؟ آپ نے فرمایا اپنے گھر میں داخل ہو جانا میں نے عرض کیا اگر وہ میرے گھر میں بھی آجائے تو؟ آپ نے فرمایا اپنی مسجد میں داخل ہو جانا اور اسی طرح کرنا، آپ نے کلائی پکڑ کر فرمایا اور کہو میرا رب اللہ ہے حتیٰ کہ تمہیں موت آجائے۔

اگرچہ ابھی وہ حالات نہیں ہیں جن کا اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے لیکن

موجودہ دور میں مادہ پرستی اور سیاسی رسہ کشی نے جس طرح ذہنی سکون برباد کر رکھا ہے اور دولت کی ہوس نے صلہ رحمی اور رشتہ داری کی تمام قدریں مٹا ڈالی ہیں ایسے حالات میں اگر کبھی کبھار اعتکاف کے لیے کچھ وقت نکال لیا جائے تو ذہنی سکون کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔

چوتھا فائدہ

اعتکاف کے دنوں میں آدمی لوگوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ مخلوط ماحول میں کوئی شخص اس کے سامنے کسی کی غیبت کر کے اسے ذہنی اذیت میں مبتلا کرتا ہے تو کوئی آدمی دوسروں کی چغلی کے ذریعے اسے روحانی ضرر پہنچاتا ہے۔ غرضیکہ لوگ دوسروں کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کر کے اور ان پر تہمت لگا کر ایک نیک شخص کی زندگی دوبھر کر دیتے ہیں اور وہ روحانی طور پر اپنے آپ کو سخت پریشانی میں مبتلا دیکھتا ہے ایسے حالات میں اعتکاف ہی اسے اس ذہنی کرب سے نجات دے سکتا ہے اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "گوشہ نشینی میں بُرے ساتھی سے آرام مل جاتا ہے۔"

ابن سماک نے گویا آج کا نقشہ کھینچتے ہوئے ذکر کیا کہ ان کے ایک دوست نے لکھا (کسی دور میں) لوگ دوا تھے جن سے علاج کیا جاتا تھا اب وہ ایسی بیماری بن چکے ہیں جس کا کوئی علاج نہیں لہٰذا ان سے اس طرح بھاگو جس طرح آدمی شیر سے بھاگتا ہے۔"

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

(کسی دور میں) لوگ ایسے پتے تھے جن کے درمیان کوئی کانٹا نہیں تھا

اب لوگ ایسے کانٹے ہیں جن کے درمیان کوئی پتہ نہیں"۔

لہٰذا ایسی حالت میں اگرچہ کانٹوں کے درمیان رہنا بھی عزیمت ہے اور اس کی اشد ضرورت بھی ہے لیکن کبھی کبھی ان کانٹوں سے نکل کر گلستان وحدانیت سے گل چینی بھی ضروری ہے اور یہ اعتکاف سے حاصل ہوتی ہے۔

پانچواں فائدہ

اعتکاف کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جب آدمی گوشہ نشینی اختیار کر لیتا ہے تو لوگوں کی اس سے اور اس کی لوگوں سے طمع ختم ہو جاتی ہے۔ اور یہی بات باعث سکون ہے اس لیے کہ جب طمع و لالچ کرنے والے لوگ زیادہ ہوں یا ایک ہی ہو اور یہ شخص ان کی خواہشات کو پورا نہ کر سکے تو دشمنی اور نفرت پیدا ہوتی ہے اسی طرح جب اسے دوسروں سے کوئی طمع ہوگا اور وہ پورا نہ ہوگا تو اس کے دل میں بدگمانی اور نفرت پیدا ہوگی۔

علاوہ ازیں مومن کی توجہ کا مرکز بارگاہِ خداوندی ہے اس لیے جب وہ اعتکاف بیٹھتا ہے تو لوگوں سے امیدیں قائم کرنے کی بجائے صرف اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہے۔ لہٰذا چند دنوں کے لیے ہی، کچھ وقت تو اس عظیم مقصد کے لیے مل جاتا ہے[1]

---

[1] یہ تمام فوائد حضرت امام غزالی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف "احیاء علوم الدین" عربی جلد ۲ جزء ۶ صفحہ ۶۳ تا ۷۸ سے منتخب کیے گئے ہیں ۱۲ ہزاروی۔

اعتکاف کے جسمانی فوائد

علم طب کے حوالے سے کم کھانا، انسانی صحت کے لیے نہایت ضروری ہے بلکہ قلیل خوراک کے استعمال سے جہاں معدے پر زیادہ بوجھ نہیں پڑتا وہاں یہ عمل نیند کی کثرت اور غفلت کے لیے بھی سدِ راہ بنتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ثابت ہے کہ نفسانی خواہشات کی بنیاد بھی شکم سیری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا کھانے کی تعلیم دی ہے آپ نے فرمایا "دو آدمیوں کا کھانا تین کو اور تین آدمیوں کا کھانا چار کو کافی ہے"[1]

چنانچہ ایک روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام خریدنے کا ارادہ فرمایا اس کے سامنے کھجوریں رکھی گئیں تو اس نے بہت سی کھجوریں کھالیں آپ نے فرمایا زیادہ کھانا نحوست ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ غلام واپس کرنے کا حکم دے دیا۔[2]

گویا زیادہ کھانے سے کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور معتکف ان خرابیوں سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ جب وہ عبادت کی نیت سے مسجد میں گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے تو وہ زیادہ سونے سے پرہیز کرتا ہے اسی طرح پیشاب یا قضائے حاجت کے لیے بار بار مسجد سے باہر جانے کو بھی اچھا خیال نہیں کرتا اور پھر مسجد کی عزت و حرمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ ہر وقت باوضو بھی رہنا چاہتا ہے اور یہ تمام باتیں اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہیں جب وہ کم کھانا کھائے لہٰذا

---

[1] مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ ص ۳۶۴۔

[2] مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ ص ۳۶۸۔

وہ زیادہ خوراک سے پرہیز کرتا ہے۔ اس طرح جب وہ کچھ دن اس طریقے پر عمل کرتا ہے تو اس کے معدے کی صفائی ہو جاتی ہے معدے کی جلن، تیزابیت، بھاری پن اور اندر کی تمام آلائشوں سے ایک مرتبہ وہ پاک صاف ہو جاتا ہے۔

گویا اعتکاف جہاں روحانی فوائد کا حامل ہے وہاں اس سے جسمانی صحت کے حوالے سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف

اس سے پہلے کہ اعتکاف کے بارے میں فقہی حوالے سے گفتگو کی جائے اور اعتکاف کی شرائط، رکن اور دیگر احکام بیان کیے جائیں، بطور تبرک اور مشعل راہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور کائنات کے امام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی ایک جھلک دیکھنا ضروری ہے کیونکہ اس سے ایمان کو تازگی روح کو جلا اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

- آپ نے رمضان المبارک کا پہلا عشرہ بھی اعتکاف میں گزارا، دوسرا ہفتہ بھی اعتکاف بیٹھے اور تیسرا عشرہ بھی اعتکاف میں بسر فرمایا اور آخر میں امت کو تیسرے عشرہ میں اعتکاف کی ترغیب دی۔
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں بھی اعتکاف فرمایا۔
- ہادی دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کی نذر نہیں مانی لیکن اعتکاف کی نذر کو پورا کرنے کی اجازت دی۔
- محبوب خدا کا اعتکاف حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب مسجد میں ہوتا تھا۔
- اعتکاف کے موقعہ پر آپ کے لیے مسجد میں بچھونا یا چارپائی بچھائی جاتی تھی

اور یہ اسطوانہ توبہ (اسطوانہ ابو لبابہ) کے پیچھے ہوتی تھی۔

- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسانی حاجت کے بغیر مسجد سے باہر نہیں جاتے تھے
- آپ اعتکاف کے دوران کبھی حاجت طبعی کے لیے باہر جاتے تو چلتے چلتے بیمار کی بیمار پرسی فرماتے تھے۔
- ایک مرتبہ آپ نے مسجد میں خیمہ لگانے کا بھی حکم دیا اور خیمہ لگایا گیا۔
- آپ صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ تشریف فرما ہوتے۔
- آپ ہر سال دس دن اعتکاف بیٹھتے لیکن جس سال وصال ہوا آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

احادیث مبارکہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف سے متعلق مندرجہ بالا امور کے بارے میں بالترتیب احادیث ملاحظہ کیجیے۔

حدیث ۱:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِعْتَکَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَکَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِیْ قُبَّۃٍ تُرْکِیَّۃٍ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَہٗ فَقَالَ اِنِّیْ اَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ ثُمَّ اَعْتَکِفُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے دس دن اعتکاف فرمایا پھر درمیان والے دس دن ایک ترکی خیمہ میں اعتکاف کیا پھر (خیمے سے) سر انور باہر نکال کر فرمایا میں نے لیلۃ القدر کی تلاش میں پہلے

الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِیْتُ نَقِیْلَ لِیْ اِنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعِیْ فَلْیَعْتَکِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ۔[1]

دس دن اعتکاف کیا پھر دوسرے دن اعتکاف بیٹھا پھر میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا یہ (لیلۃ القدر) آخری عشرہ میں ہے لہٰذا جو شخص میرے ساتھ اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔

نوٹ :۔ یہاں اَعْتَکِفُ مضارع متکلم کا صیغہ ماضی کے معنیٰ میں ہے یعنی اِعْتَکَفْتُ چنانچہ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔

حدیث ۲ :۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ بَعْدَهٗ[2]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا اس کے بعد آپکی ازواج مطہرات اعتکاف بیٹھتی تھیں۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں اعتکاف شروع کرکے ایک عذر کی وجہ سے چھوڑ دیا تو آپ نے شوال کے پہلے عشرے میں

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۲۔

[2] مسلم بن حجاج قشیری صحیح مسلم جلد اول ص ۳۷۱۔

اعتکاف فرمایا۔

حدیث ۳:-

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ	فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب
وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ یَّعْتَکِفَ	اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز
صَلَّی الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَکَفَهٗ	پڑھ کر جائے اعتکاف میں بیٹھ جاتے
وَإِنَّهٗ أَمَرَ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ	ایک مرتبہ آپ نے اپنا خیمہ لگانے کا
لَمَّا أَرَادَ الْاِعْتِکَافَ فِی الْعَشْرِ	حکم دیا اور خیمہ لگا دیا گیا اور آپ نے
الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَأَمَرَتْ	رمضان شریف کے آخری عشرہ میں
زَیْنَبُ بِخِبَاءٍ فَضُرِبَ وَأَمَرَ غَیْرُهَا	اعتکاف کا ارادہ فرمایا پھر حضرت زینب
مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ	رضی اللہ عنہا نے اپنا خیمہ لگانے کا
وَسَلَّمَ بِخِبَائِهَا فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلَّی	حکم دیا تو لگا دیا گیا اس کے بعد
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	دیگر ازواج مطہرات نے بھی اپنے خیمے
الْفَجْرَ نَظَرَ فَإِذَا الْأَخْبِیَةُ فَقَالَ	لگانے کا حکم دیا تو خیمے لگا دیے گئے
آلْبِرَّ یُرِدْنَ فَأَمَرَ بِخِبَائِهٖ فَقُوِّضَ	جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر
وَتَرَکَ الْاِعْتِکَافَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ	کی نماز پڑھی تو خیموں کو دیکھ کر فرمایا کیا
حَتّٰی اعْتَکَفَ فِی الْعَشْرِ الْأَوَّلِ	انہوں نے نیکی کا ارادہ کیا ہے چنانچہ
مِنْ شَوَّالٍ (۱)	آپ نے اپنا خیمہ کھولنے کا حکم دے

دیا اور اسے کھول دیا گیا اور آپ نے رمضان شریف میں اعتکاف کو ترک کر دیا اور شوال کے پہلے دس

۱؎ مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم جلد اول ص ۳۹۱۔

دنوں میں اعتکاف فرمایا[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیس رمضان کی صبح کے بعد ہی مسجد میں تشریف فرما ہو جاتے تھے اور یہ آپ کی عادت مبارکہ تھی دوسری بات یہ کہ مسجد میں اعتکاف کے لیے خیمہ لگانا آپ کی عادت نہ تھی۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا۔ تیسری بات یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے علاوہ بھی اعتکاف فرمایا اگرچہ وہ بطور قضا ہی تھا۔

حدیث ۶:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِیَّ   حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے خیموں کو دیکھ کر اپنا خیمہ کھولنے کا حکم دیا۔ گویا ان سب کا علیٰحدہ خیمے لگانا پسند نہ فرمایا اس کی کیا وجہ تھی ؟ تو اس سلسلے میں حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی گفتگو کی ہے وہ فرماتے ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ حضور علیہ السلام کو اس بات کا ڈر محسوس ہوا کہ کہیں ازواج مطہرات نے ایک دوسرے کے بارے میں یہ تصور نہ کیا کہ وہ حضور علیہ السلام کے قریب ہو جائیں اور میں دور رہوں (اگرچہ یہ بھی ایک نیکی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کا قرب مقصود ہے لیکن یہاں عبادت میں خلوص کی نفی ہو رہی تھی ۱۲ ہزاروی)

دوسری وجہ وہاں لوگوں کا اجتماع تھا علاوہ ازیں دیہاتی اور منافق بھی مسجد میں آتے تھے اور ازواج مطہرات کو باہر نکلنا پڑتا تھا اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ آپ نے سوچا اعتکاف کا مقصد سب سے الگ تھلگ رہنا ہے اور ازواج مطہرات یہاں بھی آپ کے قریب ہو گئی تھیں یا یہ کہ مسجد کی جگہ تنگ تھی ۱۲ حاشیہ مسلم شریف جلد اول ص ۳۹۱، ۳۹۲۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نَذَرْتُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ اَنْ اَعْتَکِفَ لَیْلَۃً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِکَ[۱]

کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھوں گا تو آپ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کرو۔

فائدہ:۔

احناف کے نزدیک اعتکاف میں روزہ شرط ہے اور رات کو روزہ نہیں ہو سکتا تو اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے فرمایا۔

در روایت صحیح آمدہ کہ گفت عمر نذر کردم کہ اعتکاف کنم روزے پس روایتے کہ در وے لیل واقع شدہ است با روز مراد است چنانکہ از یوم روز یا شب مراد است[۲]

ایک صحیح روایت میں آیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی ہے پس جس روایت میں رات کا ذکر ہے اس سے رات مع دن مراد ہے جیسے لفظ یوم بول کر دن اور رات دونوں کا مجموعہ مراد لیتے ہیں۔

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۳

[۲] عبدالحق محدث، شیخ، اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۱۲۰۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ (جس میں اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محو استراحت ہیں) کے متصل مسجد میں ہوتا تھا۔ اور آپ کھڑکی سے سر مبارک حجرے کی طرف کرتے اور ام المومنین آپ کے سر مبارک میں کنگھی کرتی تھیں۔

حدیث ۵ :-

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَاْسَهٗ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ اِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف بیٹھتے تو اپنا سر مبارک میرے قریب کرتے اور خود مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور میں آپ کے سر انور میں کنگھی کرتی تھی آپ گھر میں صرف انسانی حاجت کے لیے تشریف لاتے۔

نوٹ :- یہاں انسانی حاجت سے پیشاب اور قضائے حاجت مراد ہے اس پر تفصیلی گفتگو اعتکاف سے متعلق شرعی احکام کے بیان میں آئے گی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسجد شریف میں بچھونا بچھایا جاتا تھا اور بعض اوقات چارپائی بھی بچھائی جاتی تھی۔ اس سلسلے میں حدیث میں اس طرح آیا ہے۔

حدیث ۶ :-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

---

[1] محمد بن اسماعیل بخاری صحیح بخاری جلد۱ ص ۲۷۲ باب المعتکف لا یدخل البیت الا لحاجۃ

طُرِحَ لَهٗ فِرَاشُهٗ اَوْ یُوْضَعُ لَهٗ سَرِیْرُہٗ وَرَاءَ اُسْطُوَانَۃِ التَّوْبَۃِ [1]	کہ آپ جب اعتکاف بیٹھتے تو آپ کے اسطوانہ توبہ (توبہ کے ستون) کے پیچھے بچھونا بچھایا جاتا یا چارپائی رکھی جاتی۔

اسطوانہ توبہ (توبہ کے ستون[2]) کے پیچھے سے ستون سے مشرق کی طرف

---

[1] محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ ص ۱۲۸ باب فی المعتکف یلزم مکانا من المسجد

[2] اس سلسلے میں واقعہ یوں ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ (یہودیوں) کا محاصرہ فرمایا جب وہ لوگ تنگ ہو گئے تو ان کے سردار کعب بن اسد نے ان کے سامنے تین باتیں پیش کیں کہ ان میں سے کسی ایک کو قبول کر لیں ایک یہ کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ آپ رسول ہیں اور ہماری کتابوں میں ان ہی کا ذکر ہے۔ انہوں نے انکار کر دیا کعب نے کہا دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے بچوں اور عورتوں کو قتل کر کے باہر نکلیں اور مسلمانوں کا مقابلہ کریں انہوں نے کہا عورتوں اور بچوں کے بعد زندگی کا کیا فائدہ ہے اس نے کہا یہ ہفتہ کی رات ہے ہو سکتا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ہمیں امن دے دیں اور ممکن ہے لڑائی ہو جائے وہ ہفتہ کے دن کی بے حرمتی کے خوف سے تیار نہ ہوئے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیجیں تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے انکو حضور علیہ السلام کے حکم پر قلعے سے باہر آنے کا مشورہ دیتے ہوئے گردن کی طرف اشارہ بھی کیا کہ تم ذبح کر دیئے جاؤ گے۔ حضرت ابو لبابہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں کھڑے کھڑے پریشان ہو گیا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حجرہ ام المؤمنین کی جانب مسجد کا بایان کونہ مراد ہے کیونکہ یہ بھی حدیث میں بیان

(بقیہ صفحہ سابقہ) چنانچہ وہ ایک دوسرے راستے سے سیدھے مدینہ طیبہ پہنچے اور مسجد نبوی میں ایک ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ دیا اور فرمایا جب تک اللہ تعالٰے مجھے معاف نہ کر دے میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک تشریف نہیں لائے تھے آپ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا اگر ابو لبابہ میرے پاس آجاتے تو میں ان کی بخشش کے لیے دعا مانگتا لیکن اب جب تک اللہ تعالٰے ان کی توبہ قبول نہ کرے میں نہیں کھولوں گا۔ چند راتیں حضرت ابو لبابہ اسی حالت میں رہے ان کی زوجہ محترمہ نماز کے وقت کھول دیتیں پھر باندھ دیتیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں تھے کہ سحری کے وقت مسکراتے ہوئے کھڑے ہوئے۔ ام المؤمنین نے وجہ پوچھی تو فرمایا (حضرت) ابو لبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا میں خوشخبری نہ دوں حضور نے اجازت دے دی۔ چنانچہ انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا ابو لبابہ تمہیں خوشخبری ہو اللہ تعالٰے نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے۔ اس وقت تک پردے کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ صحابہ کرام ان کو کھولنے کے لیے جلدی جلدی اس طرف چل پڑے تو انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا مجھے حضور علیہ السلام خود اپنے ہاتھوں سے کھولیں گے۔ چنانچہ صبح کے وقت آپ نے ان کو کھولا (اس مناسبت سے اس ستون کو اسطوانہ ابو لبابہ یا اسطوانہ توبہ کہتے ہیں) تفسیر صاوی جزدوم ص ۲۰ ا، ۱۰۷)

الحمد للہ! راقم کو ۱۹۹۴ء میں اس مبارک ستون کے پیچھے نفل پڑھنے اور توبہ کی سعادت حاصل ہوئی اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں التجا ہے کہ یہ سعادت بار بار نصیب فرمائے آمین۔

بجاہ نبیہ الکریم ۱۲ ہزاروی

ہو چکا ہے کہ ام المومنین حجرہ مبارکہ میں ہوتیں اور آپ مسجد سے سر انور حجرہ کی طرف کرتے اور ام المومنین کنگھی کرتیں لہٰذا دونوں حدیثوں کو ملانے سے یہی نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ستون سے شمال کی جانب نہیں بلکہ مشرق کی جانب آپ اعتکاف فرماتے تھے اور یہ مسجد نبوی کی بائیں جانب بنتی ہے۔ کیونکہ مدینہ شریف سے کعبۃ اللہ جنوب کی جانب ہے۔

حدیث ۷:۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاجت انسانی کے لیے مسجد سے باہر تشریف لاتے تو چلتے چلتے بیمار کی بیمار پرسی کر لیتے ٹھہرتے نہیں تھے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَھُوَ مُعْتَکِفٌ فَیَمُرُّ کَمَا ھُوَ فَلَا یَعْرُجُ یَسْأَلُ عَنْہُ[1]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوران اعتکاف بیمار کی مزاج پرسی فرماتے (اور اس کا طریقہ یہ تھا کہ آپ اپنے انداز میں گزرتے ہوئے پوچھتے ٹھہرتے نہیں تھے۔

حدیث ۸:۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے لیکن جس سال آپ کا وصال ہوا آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] سلیمان بن اشعث ابوداؤد، سنن ابی داؤد ص ۳۳۵ باب المعتکف لیعود المریض

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ یُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنُ کُلَّ عَامٍ مَرَّۃً نَعْرِضَ عَلَیْہِ مَرَّتَیْنِ فِی الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ وَکَانَ یَعْتَکِفُ کُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ فِی الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ ۔[1]	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر سال قرآن پاک ایک بار پیش کیا جاتا لیکن جس سال آپ کا وصال ہوا دو بار قرآن پاک پیش کیا گیا اور آپ ہر سال دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے لیکن جس سال آپ کا وصال ہوا آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

اعتکاف کی اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں

(۱) مستحب اعتکاف (۲) واجب اعتکاف اور سنت اعتکاف

مستحب اعتکاف

مستحب اعتکاف کے لیے نہ تو کوئی مدت مقرر ہے اور نہ روزہ شرط ہے یہ اعتکاف چند منٹوں کے لیے بھی ہوسکتا ہے اور دن بھر کا بھی یعنی جب آدمی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے تو جب تک دل چاہے وہاں رہے اور جب جانا چاہے جا سکتا ہے۔

یوں سمجھیے کہ یہ مفت اور بے محنت، ثواب حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے اس لیے آدمی جب بھی مسجد میں نماز کے لیے یا کسی تقریب میں شرکت

---

(۱) مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۳ باب الاعتکاف

کی خاطر جائے تو اندر داخل ہونے سے پہلے اعتکاف کی نیت کر لے۔

اس کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ نماز با جماعت کی ادائیگی کا ثواب بھی حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اعتکاف کا ثواب بھی حاصل کرتا ہے گویا ایک تیر سے دو شکار ہو رہے ہیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اگر مسجد میں مجبوراً دنیوی گفتگو کی ضرورت پڑ جائے یا تھکا ہوا تھا لیٹا اور سو گیا یا کھانے پینے پر مجبور ہو گیا تو یہ تمام امور جو مسجد میں ناجائز ہیں اعتکاف کی وجہ سے جائز ہو جائیں گے۔

بعض جگہ مسجد سے متصل امام کا گھر یا حجرہ ہوتا ہے اور باہر جانے کے لیے مسجد میں سے گزرنا پڑتا ہے تو اس صورت میں بھی اعتکاف کی نیت کر لی جائے تو بہتر ہے۔

صدر الشریعہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالےٰ لکھتے ہیں۔

مسجد میں اگر دروازہ پر یہ عبارت لکھ دی جائے کہ اعتکاف کی نیت کر لو اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انہیں بھی معلوم ہو جائے اور جو جانتے ہیں ان کے لیے یاد دہانی ہو۔[لہ]

نیتِ اعتکاف

ویسے تو نیت دل کے ارادے کا نام ہے اس لیے جب کوئی شخص اعتکاف کا ارادہ کرے تو اسے اعتکاف کا ثواب حاصل ہو گا لیکن زبان سے نیت کرنا بہتر ہے۔ اگر یاد ہو سکے تو عربی زبان میں یوں نیت کرے۔

لہ محمد امجد علی اعظمی المفتی: بہار شریعت حصہ پنجم ص ۹۹

نَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَافِ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

یا اردو زبان میں یوں کہے "میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے سنت اعتکاف (مستحب اعتکاف) کی نیت کی۔

واجب اعتکاف

واجب اعتکاف کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر مخصوص دنوں کے لیے اعتکاف واجب کیا ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ خود اپنے اوپر اعتکاف کو لازم کر لیتا ہے اور اس کی صورت نذر ماننا ہے کیونکہ جب کسی عبادت کی نذر مان لی جائے تو اسے پورا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے۔

وَلْیُوفُوْا نُذُوْرَھُمْ[1] اور نہیں چاہیے کہ وہ اپنی نذر کو پورا کریں۔

نوٹ :- یہ بات یاد رہے کہ کسی ایسی عبادت کی نذر نہیں مان سکتے جو پہلے سے فرض یا واجب ہے۔ مثلاً کوئی شخص یہ نذر مانے کہ وہ آج کی نماز ظہر ادا کرے گا تو یہ نذر صحیح نہیں کیونکہ یہ نماز تو اس پر پہلے سے فرض ہے۔

نذر کی اقسام

نذر میں وقت معین کی قید ہو یا غیر معین وقت کے لیے نذر مانی جائے اگر پہلی صورت ہو تو اسے نذر معین کہتے ہیں اور دوسری صورت میں نذر غیر معین ہے

---

[1] قرآن مجید سورۂ حج آیت ۲۹۔

اسی طرح نذر کسی شرط سے متعلق ہوگی یا کسی شرط کی قید سے آزاد ہوگی۔ اگر پہلی صورت ہو تو نذر مقید ہوگی جبکہ دوسری صورت میں نذر مطلق کہلاتی ہے۔

نذر معیّن

مثلاً کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالےٰ کے لیے مجھ پر شوال کے پہلے پندرہ دنوں کا اعتکاف ہے۔ اس صورت میں شوال کے پہلے پندرہ دنوں کا اعتکاف ضروری ہوگا۔

نذر غیر معیّن

مثلاً یوں کہا جائے کہ مجھ پر اللہ تعالےٰ کے لیے پندرہ دنوں کا اعتکاف ہے۔ اب جن دنوں میں چاہے اعتکاف بیٹھے لیکن پندرہ دن پورے کرنا ہوں گے۔

نذر مطلق

اس صورت میں یوں کہا جاتا ہے اللہ تعالےٰ کے لیے مجھ پر فلاں مہینے یا اتنے دنوں کا اعتکاف ہے۔

نذر مقیّد

اس صورت میں یوں کہا جائے گا (مثلاً) اگر میرا فلاں کام ہو گیا یا میرا فلاں مریض تندرست ہو گیا تو مجھ پر اتنے دنوں کا اعتکاف ہے۔
ان تمام صورتوں میں اعتکاف لازم ہو گیا اور اس کی ادائیگی ضروری ہے۔

شرائط

واجب اعتکاف کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

(۱) معتکف مسلمان اور عاقل ہو نیز جنابت، حیض اور نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے۔ بالغ ہونا شرط نہیں۔ سمجھدار لڑکا بھی اعتکاف بیٹھ سکتا ہے۔

(۲) اعتکاف کے لیے نیت شرط ہے کیونکہ یہ عبادت ہے اور کوئی بھی عبادت نیت کے بغیر صحیح نہیں ہوتی۔

(۳) اس اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اس لیے یہ اعتکاف صرف رات کی منت ماننے سے صحیح نہیں ہوتا کیونکہ رات کے وقت روزہ نہیں ہوتا۔ اگر یوں کہا کہ مجھ پر ایک دن رات کا اعتکاف ہے تو یہ کہنا صحیح ہے۔

(۴) نفلی روزے کے ساتھ واجب اعتکاف نہیں ہو سکتا مثلاً نفلی روزہ رکھا تھا اور اس دن کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کیونکہ واجب اعتکاف کے لیے یہ روزہ کافی نہیں اور اب اس روزے کو واجب روزے میں بدل بھی نہیں سکتے۔

(۵) اگر عورت اعتکاف کی منت ماننا چاہتی ہو تو خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے۔

(۶) اعتکاف کے لیے ایسی مسجد کا ہونا شرط ہے جس میں امام اور موذن مقرر ہوں اگرچہ وہاں پنجگانہ نماز نہ ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو سب سے بہتر اعتکاف مسجد حرام میں پھر مسجد نبوی اور پھر بیت المقدس

میں ہے۔ اس کے بعد جامع مسجد میں زیادہ فضیلت ہے۔

(۷) عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے وہ گھر میں اس جگہ اعتکاف بیٹھے جو نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے اور گھر میں کوئی جگہ نماز کے لیے مقرر نہ کی ہو تو گھر میں اعتکاف نہیں ہو سکتا البتہ اعتکاف کا ارادہ کرتے وقت کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کر لیا تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔[۱]

سُنّت اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ یعنی بیسویں رمضان کا سورج ڈوبتے سے تیسویں رمضان کے غروب آفتاب یا انتیسویں رمضان کے بعد چاند نکلنے تک کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

اگر شہر کے سب لوگ چھوڑ دیں تو سب جواب دہ ہوں گے اور اگر شہر میں سے ایک آدمی بھی اعتکاف بیٹھ جائے تو تمام شہر والے بری الذمہ ہو جائیں گے۔[۲]

شرائط

(۱) سنت اعتکاف کے لیے بھی روزہ شرط ہے اس لیے اگر کوئی شخص مریض یا مسافر ہونے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا اور اعتکاف بیٹھ گیا ہے

---

[۱] امجد علی اعظمی، مفتی، بہار شریعت حصہ پنجم ص ۹۹۔

[۲] امجد علی اعظمی، مفتی، بہار شریعت حصہ پنجم ص ۹۹

تو یہ سنت اعتکاف نہ ہوگا نفل ہو جائے گا۔

(۲) بیسویں رمضان المبارک کا سورج غروب ہوتے وقت معتکف کا مسجد میں ہونا ضروری ہے۔ اگر مغرب کے بعد مسجد میں آیا تو یہ اعتکاف نہیں ہوگا۔[1]

(۳) باقی جو شرائط واجب اعتکاف کے لیے ہیں یعنی مسلمان اور عاقل ہونا نیز جنابت حیض اور نفاس سے پاک ہونا اگر عورت ہے تو خاوند کی اجازت سے اعتکاف بیٹھنا اور گھر کی مسجد میں اعتکاف بیٹھنا، یہ سب شرائط سنت اعتکاف کے لیے بھی ہیں۔

اعتکاف کا رکن

اعتکاف کسی قسم کا بھی ہو اس کا رکن مسجد میں ٹھہرنا ہے اور چونکہ رکن اس عمل کو کہتے ہیں جس پر کسی عبادت کا دارومدار ہوتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص کسی شرعی یا طبعی عذر کے بغیر مسجد سے باہر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

نوٹ :- عذر طبعی اور عذر شرعی کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اعتکاف کی اقسام اور تعریفات آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

- اعتکاف بیٹھنے کا طریقہ کیا ہے؟
- اعتکاف کے دوران معتکف کو کیا کرنا چاہیے؟
- معتکف کے لیے مسجد میں کیا کیا کام جائز ہیں؟

---

[1] امجد علی اعظمی، مفتی، بہار شریعت حصہ پنجم ص ۹۹۔

- معتکف کن کن مقاصد کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے؟
- کن کن کاموں کے لیے اسے باہر جانے کی اجازت نہیں؟
- اگر بلا ضرورت و حاجت مسجد سے باہر چلا جائے تو کیا حکم ہو گا؟
- اگر مجبوراً مسجد کو چھوڑنا پڑے تو اب کیا کرے؟
- اگر اعتکاف کسی وجہ سے ٹوٹ جائے تو اب کیا حکم ہو گا؟

ان تمام امور میں واجب اعتکاف اور سنت اعتکاف برابر ہیں۔ اس لیے ان تمام مسائل کا ذکر مشترک ہو گا جہاں کہیں فرق ہوا تو اس کی وضاحت کر دی جائے گی۔

چونکہ عام طور پر لوگ رمضان المبارک میں اعتکاف بیٹھتے ہیں اور نذر کا اعتکاف بہت کم ہوتا ہے اس لیے زیادہ تفصیلی گفتگو سنت اعتکاف سے متعلق ہو گی۔

اعتکاف کا آغاز

چونکہ یہ اعتکاف رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتا ہے اور اس عشرہ کا آغاز بیسویں رمضان کا سورج غروب ہونے سے ہو جاتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ بیسویں رمضان کے غروب آفتاب کے وقت معتکف مسجد میں موجود ہو۔

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیس رمضان المبارک کی صبح سے ہی مسجد میں تشریف فرما ہو جاتے تھے لہٰذا اگر ایسا ممکن ہو تو زیادہ مناسب ہے کیونکہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ہے اور اگر یوں نہ ہو سکے تو عصر کی نماز کے بعد یا غروب آفتاب سے کچھ پہلے مسجد میں آ جانا

چاہیے اور اس سے پہلے تمام انتظامات مکمل کر لیے جائیں۔

پردہ لٹکانا اور بچھونا بچھانا

اعتکاف کا وقت شروع ہونے سے پہلے جائے اعتکاف کا جائزہ لے لیا جائے جس کونے میں اعتکاف بیٹھنا ہو وہاں دری وغیرہ بچھا دی جائے اور اگر چاہیں تو کسی چادر وغیرہ کا پردہ بھی لٹکا سکتے ہیں۔

اگرچہ پردہ لٹکانا ضروری نہیں لیکن جائز ہے جیسے حدیث شریف گزر چکی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کے موقعہ پر خیمہ لگانے کا حکم دیا اور آپ کے لیے خیمہ نصب کر دیا گیا۔ اسی طرح احادیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کے لیے بچھونا بچھایا جاتا تھا اور بعض اوقات چارپائی بچھائی جاتی۔

پردہ لٹکانے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ معتکف علیحدگی میں سکون و اطمینان کے ساتھ عبادت کر سکتا ہے اور چونکہ اس نے وہیں سونا اور آرام کرنا ہوتا ہے اس لیے بچھونا بچھا دینا مناسب ہے۔

لیکن دو باتوں کا خاص خیال رکھا جائے ایک یہ کہ بعض مساجد میں اعتکاف کے لیے انتظامیہ کی طرف سے اہتمام ہوتا ہے انہوں نے مسجد کا ایک حصہ اعتکاف کے لیے مخصوص کر کے پردے لٹکانے کے لیے پائپ وغیرہ لگائے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس انتظام کی پابندی کی جائے اور اپنی مرضی سے جہاں جی چاہے پردہ لٹکا کر بیٹھنے پر اصرار نہ کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ایسی جگہ اعتکاف بیٹھیں جہاں جماعت کے لیے صفیں باندھی جاتی ہیں تو نماز کے لیے جب اذان ہو جائے اس وقت پردہ اور بچھونا لپیٹ کر جگہ خالی کر دی جائے تاکہ نمازیوں کو کسی قسم کی دقت کا سامنا

کرنا پڑے۔

نوٹ:۔ اعتکاف بیٹھنے کے لیے مسجد میں آنے سے پہلے گھریلو مسائل، عید کے لیے بچوں کے کپڑوں وغیرہ کی خریداری یا دیگر ضروری امور کا اچھی طرح جائزہ لے کر انہیں حل کیا جائے تاکہ اعتکاف اطمینان سے ہو سکے۔

معمولاتِ معتکف

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں اعتکاف کا ایک ہی رکن ہے یعنی مسجد میں قیام اس کے بغیر اعتکاف نہیں ہوتا اس دوران نوافل پڑھنا، تلاوت کرنا، یا دیگر وظائف پڑھنا اعتکاف کا رکن نہیں اور نہ ہی اعتکاف کے وجود کا ان چیزوں پر دارومدار ہے اسی لیے شریعت نے اعتکاف کے دوران کسی خاص عبادت کا حکم نہیں دیا اور نہ کوئی خاص طریقہ عبادت مقرر فرمایا۔

لیکن چونکہ معتکف اپنے کاروبار، اہل وعیال اور دیگر تمام مصروفیات سے کنارہ کش ہو کر دس یا تین دنوں کے لیے مسجد میں گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے اس لیے اسے یہ وقت ضائع کرنے سے بچنا چاہیے اور جس قدر ممکن ہو ذکرِ خداوندی سے اپنے قلب کو منور کرے اور اپنی روح کی تازگی کا سامان کرتے ہوئے مصروفِ عبادت رہے۔

اس دوران نماز باجماعت کا اعزاز تو یقیناً حاصل ہو گا لہٰذا کوشش کی جائے کہ تکبیر تحریمہ بھی امام کے ساتھ شامل ہوں۔

معتکف کو دورانِ اعتکاف اکا دن یا چھیالیس نمازیں باجماعت پڑھنے کا سنہری موقع ملتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً فِیْ جَمَاعَۃٍ نَفَذَ مَلَأَ نَحْرَہٗ عِبَادَۃً۔[1]

جو شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے وہ اپنے سینے کو عبادت سے بھر دیتا ہے۔

اس کے علاوہ نوافل، تلاوت قرآن، درود شریف، دینی مسائل اور کتب سیرت کے مطالعہ میں وقت گزارنا چاہیے۔ رات کو کچھ نہ کچھ وقت آرام کے لیے بھی نکالیں اسی طرح جب تھکاوٹ ہو جائے اور عبادت صحیح طریقے پر ادا نہ ہو سکے تو آرام ضرور کیا جائے۔ البتہ طاق راتیں جاگ کر گزاریں کیونکہ ان میں لیلۃ القدر متوقع ہوتی ہے۔ اگر معتکف عالم دین ہوں تو وہ اس دوران لوگوں کو دینی مسائل سکھائیں اور وعظ و نصیحت کے لیے کچھ وقت نکالیں دینی کتب کا مطالعہ کریں اور تحریر کی صلاحیتیں ہوں تو کسی اہم دینی موضوع پر کتاب لکھیں اگر طلباء کا تقاضا ہو تو تدریس کے فرائض بھی انجام دیں۔

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔

وَیَجُوْزُ لَہُ التَّدْرِیْسُ وَاِقْرَاءُ الْقُرْاٰنِ لِاَنَّ ذٰلِکَ یَتَعَدّٰی نَفْعُہٗ اِلٰی غَیْرِہٖ فَھُوَ اَکْثَرُ ثَوَابًا مِنِ اشْتِغَالِہٖ بِخَاصَّۃِ نَفْسِہٖ۔[2]

اور اس (معتکف) کے لیے تدریس اور قرآن پاک پڑھانا بھی جائز ہے کیونکہ اس کا نفع دوسروں کو پہنچتا ہے لہٰذا خاص اپنی ذات کے لیے مشغول ہونے کی نسبت اس کا ثواب زیادہ ہے۔

اور اگر معتکف عالم دین نہیں تو اسے چاہیے کہ اس دوران جہاں وہ نوافل

---

[1] محمد بن محمد غزالی، احیاء علوم الدین جلد اول جز ثانی ص ۳۰ (عربی)

[2] عبدالقادر جیلانی، شیخ، غنیۃ الطالبین ص ۹۱ (عربی)

تلاوت قرآن اور دیگر اذکار کے ذریعے اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مسجد کے خطیب صاحب سے دینی مسائل سیکھے بالخصوص طہارت اور نماز سے متعلق ضروری باتیں ضرور معلوم کرے۔

نوٹ :- جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے معتکف کے لیے شریعت نے اعتکاف کے دوران کوئی خاص عبادت مقرر نہیں کی یہ اس کی اپنی صوابدید ہے اس لیے جس قدر ممکن ہو عبادت کی جائے۔

لیکن چونکہ عام طور پر لوگ پوچھتے ہیں اس لیے کتاب کے آخر میں ایک خاکہ دے دیا گیا ہے اگر ممکن ہو تو اعتکاف کے دوران اس پر عمل کیا جائے۔

معتکف کا کھانا پینا اور سونا جاگنا

جب کوئی شخص اعتکاف بیٹھتا ہے تو اب وہ مسجد سے صرف اسی کام کے لیے باہر جا سکتا ہے جو مسجد میں نہ ہو سکتا ہے جیسے پیشاب اور غسل وغیرہ (تفصیل آگے آ رہی ہے)

اس لیے معتکف، اعتکاف کے دوران مسجد میں ہی کھانا کھائے گا اور آرام کرے گا۔ اس مقصد کے لیے وہ مسجد سے باہر نہیں جا سکتا۔ اگر باہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا[1]

نوٹ :- یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ معتکف کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو مسجد میں کھانے پینے کی اجازت نہیں البتہ ضرورتاً ہو تو اعتکاف کی نیت کر لے جیسے مسجد میں طلباء کو اسباق پڑھانے والے استاد کو چاہیے پینے یا کھانا

---

[1] امجد علی اعظمی، مفتی۔ بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۰۲۔

کھانے یا کچھ دیر سستانے کی ضرورت پڑتی ہے تو انہیں اعتکاف کی نیت کر لینی چاہیے۔

استثنائی صورت

البتہ ایک صورت میں معتکف کھانے کے لیے باہر جا سکتا ہے وہ یہ کہ کھانا لانے والا کوئی نہ ہو تو بازار سے کھانا لے آئے اور مسجد میں بیٹھ کر کھا لے۔ لیکن آج کل ایسی صورت بہت کم پیش آتی ہے کیونکہ اگر معتکف کے اہل خانہ میں سے کوئی بھی نہ ہو تو مسجد کے امام صاحب یا مؤذن یا کوئی بھی نمازی اسے بازار سے کھانا لا کر دے سکتا ہے۔

تنبیہ

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ مسجد میں کھانا کھاتے وقت آداب مسجد کا خیال رکھا جائے اور سالن وغیرہ سے اسے آلودہ نہ کیا جائے اور نہ پانی گرایا جائے اسی طرح وہاں برتنوں کو دھوئے بغیر رکھ دینا بھی مسجد کے تقدس کے خلاف ہے

حاجت طبعی کے لیے باہر جانا

جیسا کہ حدیث شریف میں بیان ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسانی حاجت کے بغیر باہر نہیں جاتے تھے۔

حاجت کی دو قسمیں ہیں (۱) حاجت طبعی (۲) حاجت شرعی

فقہائے کرام نے پیشاب اور قضائے حاجت کو حاجت طبعی سے قرار دیا ہے، لہٰذا اس مقصد کے لیے اور غسل جنابت اگر مسجد میں نہ ہو سکے تو اس کے لیے

بھی مسجد سے باہر جا سکتا ہے اور اگر غسل مسجد میں ہو سکے مثلاً ایک بڑے ٹب میں غسل کرے اور پانی کا کوئی قطرہ مسجد میں نہ گرے تو اب غسل جنابت کے لیے باہر نہیں جا سکتا۔ پیشاب اور قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت ہے لیکن اس میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ہوگا۔

(۱) اگر مسجد کے ساتھ طہارت خانے (لیٹرین) کا انتظام ہے تو گھر نہیں جا سکتا۔

(۲) اگر وہاں انتظام نہ ہو تو اپنے گھر جائے البتہ اگر اس کے دو مکان ہوں ایک مسجد کے قریب اور دوسرا دور تو قریب والے مکان میں جائے۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر اس صورت میں دور والے مکان میں گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(۳) جب قضائے حاجت کے لیے جائے تو فارغ ہونے کے بعد فوراً واپس آجائے ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔

(۴) اس دوران چلتے چلتے کسی سے گفتگو کرنا یا خیریت دریافت کرنا ممنوع نہیں البتہ اس مقصد کے لیے ٹھہر نہیں سکتا۔

(۵) اگر وضو مسجد کے اندر ہو سکے کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے تو وضو کے لیے باہر نہیں جا سکتا ورنہ استنجا یا وضو کے لیے بھی باہر جانے کی اجازت ہے۔

گرمیوں کا غسل

اگر گرمی کی وجہ سے غسل کی ضرورت محسوس ہو یا پسینہ زیادہ آتا ہے اور شدید گرمی مثلاً جون، جولائی کا مہینہ ہے تو کیا اس مقصد کے لیے مسجد سے

باہر جا سکتا ہے؟

یہ ایک اہم سوال ہے اور اس کا جواب تلاش کرنے کے لیے ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف اور عمل سے راہنمائی لینا ہو گی۔

تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صرف حاجت کے لیے مسجد سے باہر تشریف لے جاتے تھے اور یہ بات بھی احادیث میں نہیں ملتی کہ آپ کبھی اعتکاف کے دوران جمعہ کے غسل کے لیے مسجد سے گھر تشریف لے گئے ہوں۔

جہاں تک حاجت کا تعلق ہے تو اس کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایسی صورت حال جس کے ساتھ آدمی مسجد میں ٹھہر نہ سکے اور وہ کام مسجد میں نہ ہو سکے۔ مثلاً پیشاب اور فضلے کی حاجت کی ضرورت محسوس ہو تو آدمی ٹھہر نہیں سکتا اور نہ ہی یہ کام مسجد میں ہو سکتا ہے۔ جنابت کے بعد بھی مسجد میں ٹھہرنا ناجائز ہے البتہ اگر کسی ٹب وغیرہ کے ذریعے مسجد میں غسل ہو سکے تو غسل جنابت کے لیے باہر جانا جائز نہ ہو گا لیکن جہاں تک گرمی یا جمعہ کے غسل کا تعلق ہے تو یہ ایسی صورت حال ہے کہ اس دوران مسجد میں ٹھہرنا ناجائز نہیں اور پھر یہ غسل مسجد کے اندر بھی ہو سکتا ہے۔ اور اگر مسجد کے اندر ممکن نہ ہو اور گرمی کی شدت سے طبیعت پر بوجھ بھی پڑ رہا ہو تو جب استنجاء کے لیے یا وضو کے لیے جائے تو اسی دوران اپنے اوپر پانی ڈال کر ٹھنڈک حاصل کر سکتا ہے۔

بنا بریں فقہاء کرام نے اس غسل کو حاجت طبعی میں شامل نہیں کیا اور نہ اس کے لیے مسجد سے باہر جانے کی اجازت دی ہے۔

حاجتِ شرعی

اگر اعتکاف سنت ہے تو اس دوران حاجتِ شرعی جمعۃ المبارک کی نماز ہے اور اگر واجب اعتکاف ہے اور درمیان میں عید کا دن آ گیا تو اب عید کی نماز بھی اس حاجت میں داخل ہو جائے گی۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہو جہاں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی لیکن وہ شہر ہے، دیہات نہیں تو اب جمعۃ المبارک کی نماز یا عید کی نماز کے لیے جانا حاجت شرعی کی تکمیل کے لیے جانا ہے لیکن اس سلسلے میں بھی کچھ امور کا خیال رکھنا ہوگا۔

(۱) جمعہ کی نماز کے لیے معتکف اس مسجد سے جہاں وہ اعتکاف بیٹھا ہے اس صورت میں باہر جا سکتا ہے جب وہاں جمعہ کی نماز نہ پڑھی جاتی ہو۔ محض کسی خطیب کی تقریر سننے یا کسی بڑی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے شوق سے نہیں جا سکتا اور نہ ہی یہ حاجتِ شرعیہ قرار پاتی ہے۔

(۲) اگر جمعۃ المبارک کی نماز قریب کسی مسجد میں پڑھی جاتی ہو تو دور نہ جائے اور یہاں بھی اس وقت جائے کہ دوسری اذان سے پہلے چار سنتیں پڑھ سکے۔

(۳) اگر مسجد کہیں دور ہے تو اتنا وقت پہلے یہاں سے چلے کہ وہاں پہنچ کر دوسری اذان سے پہلے چار سنتیں پڑھ سکے۔

(۴) جمعہ کے فرض پڑھنے کے بعد صرف چار یا چھ سنتیں پڑھنے کے لیے ٹھہرے اور سنتیں پڑھنے کے بعد فوراً واپس لوٹ آئے۔

نوٹ:۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک جمعہ کے بعد چار سنتیں مؤکدہ ہیں

جبکہ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک چھ سنتیں موکدہ ہیں لے

بہتر یہی ہے کہ چھ سنتیں پڑھی جائیں تاکہ صاحبین کے مسلک پر بھی عمل ہو جائے۔

(۵) اگر یہ شخص وہاں سے واپس آنے کی بجائے وہیں ٹھہرا رہا چاہے ایک دن رات ہی کیوں نہ ہو یا اس نے باقی اعتکاف وہیں مکمل کیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا البتہ مکروہ ہوگا۔

نوٹ :۔ جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کی نماز پڑھنے کے لیے جانے کی اجازت ہے کسی کی تقریر سننے کے لیے جلدی جانے کی اجازت نہیں جیسے بیان ہو چکا ہے کہ صرف اتنی دیر پہلے جائے کہ دوسری اذان سے پہلے صرف چار سنتیں ادا کر سکے۔

نماز جنازہ میں شرکت اور مریض کی عیادت

چونکہ معتکف مسجد سے صرف حاجت کے لیے جا سکتا ہے چاہے حاجت طبعی ہو یا حاجت شرعی، اس لیے وہ کسی بیمار کی بیمار پرسی کے لیے نہیں جا سکتا کیونکہ بیمار پرسی اس پر فرض نہیں بلکہ یہ ایک اخلاقی ذمہ داری ہے اور نماز جنازہ کے لیے اس وجہ سے نہیں جا سکتا کہ اگرچہ نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے لیکن یہ فرض کفایہ ہے جو دوسروں کی ادائیگی سے اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ اس لیے ان مقاصد کی خاطر اعتکاف کو باطل کرنا

لے ابو بکر بن مسعود کاسانی، بدائع الصنائع جز ثانی ص ۱۱۴۔

جائز نہیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم یا تو نفلی اعتکاف میں مریض کی عیادت اور نماز جنازہ کے لیے تشریف لے جاتے تھے یا قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو راستے میں سے گزرتے ہوئے چلتے چلتے بیمار کی بیمار پرسی کر لیتے، خاص اسی مقصد کے لیے مسجد سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ لہٰذا اگر معتکف بیمار پرسی یا نماز جنازہ کے لیے مسجد سے باہر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسجد کی چھت پر جانا

مسجد کی چھت پر جانے کی دو صورتیں ہیں

ایک یہ کہ مسجد کے اندر سے سیڑھیاں جاتی ہوں۔ دوسرا یہ کہ باہر سے راستہ جاتا ہو۔ چونکہ مسجد کی چھت بھی مسجد ہی ہے اور اس کا ایک حصہ ہے لہٰذا جب اندر سے سیڑھیوں کے ذریعے اوپر گیا تو چونکہ مسجد سے باہر نہیں نکلا اس لیے اعتکاف برقرار رہے گا اور باہر نکل کر سیڑھیوں کے ذریعے اوپر گیا تو کسی حاجت کے بغیر مسجد سے باہر نکلنے کی وجہ سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

علامہ شامی رحمتہ اللہ نے لکھا ہے کہ اگر اذان منارے پر دی جاتی ہو اور راستہ باہر سے ہو تو چونکہ یہ شرعی حاجت ہے لہٰذا موذن معتکف منارے کے اوپر اس مقصد کے لیے جا سکتا ہے البتہ مسجد کے اندر ہی سے سیڑھیاں ہوں تو کوئی بھی جا سکتا ہے۔

خواتین کا اعتکاف

عورت گھر میں اس جگہ اعتکاف بیٹھے جو نماز کے لیے خاص کی گئی ہو اس کو مسجد بیت کہتے ہیں۔ عورت کے لیے یہ جگہ اسی طرح ہے جس طرح مرد کے لیے مسجد ہے اور جس طرح مرد کسی حاجت کے بغیر مسجد سے باہر نہیں جا سکتا اسی طرح اعتکاف بیٹھنے والی عورت بھی کسی حاجت کے بغیر اس جگہ سے ادھر ادھر نہیں جا سکتی[1]۔ اور اگر عورت نے گھر میں نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی تو گھر میں اعتکاف نہیں بیٹھ سکتی۔ البتہ اگر اس وقت یعنی جگہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کر لیا تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے[2]۔

عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے اگرچہ جائز ہو جائے گا[3]۔

نوٹ:۔ آج کے دور میں عورت کو مسجد میں اعتکاف کی اجازت نہیں دینی چاہیے کیونکہ یہ فتنے کا دور ہے۔

اگر گھر میں بھی عورت نے اعتکاف بیٹھنا ہو تو خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے نیز یہ بات مستحب ہے کہ گھر کے کسی کونے میں نماز کے لیے ایک جگہ خاص کر لی جائے۔ چبوترہ سا بنا دیا جائے یا کوئی تخت پوش وغیرہ ہو جس پر خواتین نماز پڑھیں اور مرد بھی نوافل وغیرہ وہاں پڑھ لیا کریں۔

یہ بھی یاد رہے کہ عورت اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ کرے تو گھریلو مسائل کا

۱؎ فتاویٰ عالمگیریہ (فتاویٰ ھندیہ) جلد اول ص ۲۱۱۔

۲؎ ابن عابدین شامی، ردالمحتار جلد ۲ ص ۱۲۹۔

۳؎ ابن عابدین شامی، ردالمحتار جلد ۲ ص ۱۲۹۔

جائزہ لے لیا جائے، کھانا پکانے، کپڑے دھونے، بچوں کو تیار کرکے سکول بھیجنے اور اس قسم کے دیگر مسائل کو حل کرنے کے لیے اگر گھر میں دیگر خواتین ہوں تو اعتکاف بیٹھیں ورنہ ان ذمہ داریوں کو پورا کرنا اہم ہے۔

علاوہ ازیں اعتکاف بیٹھنے والی عورت اسی جگہ آرام کرے گی جہاں وہ اعتکاف بیٹھی ہو۔ اس دوران گفتگو وغیرہ منع نہیں لیکن زیادہ وقت عبادت میں گزارنے کی کوشش کرے اور فضول نیز بیہودہ گفتگو سے پرہیز کرے عورت کے اعتکاف کے دوران خاوند نہ تو حقوق زوجیت ادا کر سکتا ہے نہ اس کا بوسہ وغیرہ لے سکتا ہے۔

آدابِ مسجد

مسجد میں اعتکاف بیٹھنے والے افراد کو یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ وہ اعتکاف جیسی اہم عبادت میں مشغولیت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ کے گھر میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لہٰذا انہیں مسجد کے آداب کا خیال بھی رکھنا چاہیے۔ مسجد میں دنیوی گفتگو سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا عام گفتگو سے پرہیز کریں۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مساجد کو بچوں، پاگلوں، خرید و فروخت، جھگڑے، آواز بلند کرتے، حدود قائم کرنے (سزائیں دینے) اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔[1]

---

[1] محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ باب ما یکرہ فی المساجد ص ۵۵۔

ایک دوسری حدیث میں ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی تم ان (لوگوں) کے ساتھ نہ بیٹھو ان کو خدا سے کوئی کام (تعلق) نہیں[1]

نوٹ :۔ بعض جگہ اس بات کا مشاہدہ بھی ہوا کہ محلے کے چند نوجوان لڑکے اعتکاف کے بہانے سے مسجد میں آجاتے ہیں اور تمام وقت فضول گفتگو اور بیہودہ حرکات میں گزارتے ہیں۔ ظاہر بات ہے ان لوگوں کا مقصد اعتکاف بیٹھنا نہیں ہوتا بلکہ ذہنی عیاشی کی تکمیل کے لیے وہ اعتکاف کا سہارا لیتے ہیں تو نوجوان دوستوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ طریقہ بے شمار گناہوں کا سبب ہے لہٰذا ان دس دنوں کو غنیمت سمجھیے اور اپنی روح کی بالیدگی کے لیے عبادت خداوندی میں خوب کوشش کیجیے۔

اس کے علاوہ مسجد کی صفائی کے ذریعے بھی ثواب حاصل کرنا چاہیے کیونکہ اس کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی مسجد سے اذیت پہنچانے والی چیز کو نکالتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا[2]

اعتکاف کے آداب

معتکف صرف بھلائی کی باتیں کرے۔

---

[1] امجد علی اعظمی، بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۳۱

[2] محمد بن یزید ابن ماجہ سنن ابن ماجہ باب تطہیر المساجد وتطییبہا ص ۵۵۔

اعتکاف کے لیے رمضان المبارک کے آخری دس دنوں ہی کو اختیار کرے یعنی اگر مستحب اعتکاف بیٹھا ہو تو بھی یہ دن سب سے افضل ہیں ورنہ سنت اعتکاف تو انہی دنوں میں ہوتا ہے۔ اگر ہو سکے تو مسجد حرام یا مسجد نبوی میں اعتکاف بیٹھے ورنہ جامع مسجد میں بیٹھنا زیادہ بہتر ہے۔

تلاوت قرآن مجید، حدیث شریف پڑھنے، تعلیم و تعلم اور سیرت نبوی، انبیاء کرام اور صالحین کے حالات زندگی کا مطالعہ کرے اور شرعی باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مکروہاتِ اعتکاف

عبادت سمجھتے ہوئے خاموشی اختیار کرنا مکروہ ہے۔ اگر یہ نیت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ گالی گلوچ یا بدکلامی سے اگرچہ اعتکاف نہیں ٹوٹتا لیکن ایسا کرنا مکروہ اور گناہ ہے اور مسجد کے تقدس کے خلاف بھی ہے۔

تجارت کی نیت سے اعتکاف کے دوران خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے اور اگر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں البتہ سامان مسجد میں نہ لایا جائے۔

کپڑے سے چہرے کو ڈھانپ لینا اور عورتوں کی طرح پردہ کرنا محض عادتاً ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اسے عبادت سمجھنا یا لوگوں کے دکھانے کے لیے ریاکاری کے طور پر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اعتکاف کب ٹوٹتا ہے

اگر معتکف مسجد سے کسی عذر کے بغیر تھوڑی دیر کے لیے بھی باہر نکلے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ چاہے جان بوجھ کر نکلے یا بھول کر۔

اسی طرح عورت مسجدِ بیت (جہاں وہ اعتکاف بیٹھی ہے) سے بلا عذر باہر نکلی تو اس کا اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔

نوٹ :۔ عذر سے حاجت طبعی اور حاجت شرعی مراد ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے قضائے حاجت یا پیشاب کے لیے گھر میں گیا اور فارغ ہونے کے بعد تھوڑی دیر بھی ٹھہرا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

اگر کسی جنازے میں شرکت یا نماز جنازہ پڑھنے یا بیمار کی عیادت کے لیے مسجد سے باہر نکلا تو بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

اعتکاف کے دوران جماع کرنا، میاں بیوی کا اکٹھے لیٹنا، بوسہ لینا، گلے ملنا، شہوت سے ہاتھ لگانا وغیرہ امور حرام ہیں۔ جماع قصداً ہو یا بھول کر دن میں ہو یا رات کو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

اور باقی امور سے اس وقت اعتکاف ٹوٹ جائے گا جب انزال ہو اگرچہ یہ فعل حرام ہے۔ احتلام ہو یا سوچنے سے انزال ہو جائے تو اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔ بے ہوشی سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا اور اگر کچھ دن بیہوشی رہی یا کچھ دن پاگل رہا تو افاقہ کے بعد دوبارہ اعتکاف بیٹھے۔

اگر کوئی شخص اس دوران پاگل ہو گیا اور کچھ سالوں تک یہی کیفیت رہی پھر ٹھیک ہو گیا تو قضا کرے۔ عورت کو اعتکاف کے دوران حیض یا نفاس کا خون آ جائے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

نوٹ :۔ بعض حالات ایسے ہیں جن میں معتکف کے لیے مسجد سے نکلنا ضروری ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً

(۱) کوئی شخص نماز جنازہ پڑھنے والا نہ ہو اور اسے مجبوراً باہر نکلنا پڑے۔

(۲) کوئی شخص ڈوب رہا تھا اسے بچانے کے لیے باہر نکلنا ضروری ہو گیا۔

(۳) کوئی شخص جل رہا تھا اسے بچانے والا کوئی نہ تھا معتکف کو مجبوراً نکلنا پڑا۔

(۴) جہاد کے لیے جانا ضروری ہو گیا یا عام اعلانِ جہاد تھا اسے جانا پڑا تو ان تمام صورتوں میں اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

اعتکاف کی قضا

اگر اعتکاف واجب تھا اور ٹوٹ گیا تو اس کی قضا واجب ہے۔ اس صورت میں دیکھا جائے اگر کسی معین مہینے کا اعتکاف تھا تو باقی دنوں کی قضا کرے اگر غیر معین تھا لیکن مسلسل دنوں کی نذر تھی تو نئے سرے سے اعتکاف بیٹھے اور مسلسل دنوں کی نذر نہ تھی تو باقی دنوں کا اعتکاف کرنا ہو گا اور اعتکاف میں روزہ رکھنا بھی ضروری ہے اور اگر مسنون اعتکاف یعنی رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف ہو تو جس دن توڑا فقط اسی دن کی قضا کرے باقی دنوں کی قضا واجب نہیں۔

اعتکاف سے فراغت

رمضان المبارک کی انتیس تاریخ گزرنے کے بعد چاند نظر آجائے اور اس کی تصدیق ہو جائے یا چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیس روزے پورے ہو جائیں تو اب اعتکاف سے فارغ ہو گیا۔

مسائلِ اعتکاف

(اجمالی خاکہ)

(۱) مرد کا اعتکاف اس مسجد میں ہوگا جس میں پانچ وقت کی نماز کے لیے امام و موذن مقرر ہو۔

(۲) عورت کا اعتکاف مسجد بیت میں ہوتا ہے یعنی گھر کی اس جگہ میں جو نماز پڑھنے کے لیے مقرر کی گئی ہے۔

(۳) عورت کے اعتکاف کے لیے خاوند کی اجازت ضروری ہے۔

(۴) واجب (نذر) اور سنت اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے۔

(۵) اعتکاف کے لیے مسلمان اور عاقل ہونا نیز جنابت، حیض اور نفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔

(۶) اعتکاف کی نیت شرط ہے اس کے بغیر اعتکاف نہیں ہوتا۔

(۷) اگر مسافر یا مریض ہونے کی وجہ سے رمضان شریف میں روزہ نہ رکھے تو اعتکاف بھی نہیں بیٹھ سکتا۔

(۸) معتکف مسجد میں ہی کھانا کھائے گا، لباس تبدیل کرے گا اور آرام کرے گا۔

(۹) معتکف کسی عذر طبعی یا عذر شرعی کے بغیر مسجد سے باہر نہیں جا سکتا۔

(۱۰) پیشاب اور قضائے حاجت نیز غسل جنابت طبعی حاجات ہیں۔

(۱۱) نماز جمعہ کے لیے جانا حاجت شرعی ہے بشرطیکہ اس مسجد میں جمعہ کی نماز نہ پڑھی جاتی ہو جہاں وہ اعتکاف بیٹھا ہے۔

(۱۲) اگر اعتکاف واجب ہو اور درمیان میں عید آجائے تو نماز عید کے لیے جانا بھی عذر شرعی ہے۔

(۱۳) نماز جمعہ یا نماز عید کے لیے بہت پہلے نہیں جا سکتا وقت پر جائے اور فارغ ہونے پر فی الفور واپس آجائے۔

(۱۴) کسی کی بیمار پرسی یا نماز جنازہ کے لیے مسجد سے نکلنا منع ہے اگر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(۱۵) جس کام کے لیے مسجد سے نکلنا ضروری ہے لیکن وہ حاجت شرعی یا طبعی نہ ہو تو گناہ گار نہ ہوگا لیکن اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً کوئی نماز جنازہ پڑھنے والا نہ ہو اور اسے جانا پڑ جائے کوئی جل رہا ہو، ڈوب رہا ہو یا کسی حادثے کا شکار ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف ٹوٹ جائے گا لیکن گناہ گار نہیں ہوگا۔

(۱۶) اگر اتنا بیمار ہو جائے کہ ڈاکٹر کے ہاں جانا ضروری ہو یا اس قسم کی دوسری مجبوری ہو جائے تو بھی باہر جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا لیکن باہر جانا حرام نہ ہوگا۔

(۱۷) اگر باہر جانا ضروری بھی نہ ہو اور طبعی یا شرعی حاجت بھی نہ ہو تو اب باہر نکلنے سے اعتکاف بھی ٹوٹے گا اور گناہ گار بھی ہوگا۔

(۱۸) مسجد کی چھت پر جانے کے لیے مسجد کے اندر سے سیڑھیاں ہوں تو اوپر جانا جائز ہے اور اگر باہر کی طرف سے جانا پڑے تو اعتکاف

ٹوٹ جائے گا۔

(۱۹) رہائش گاہ مسجد سے متصل ہو تو کھڑکی سے سر کو اندر کر کے دھلوا سکتا ہے خود کمرے میں نہیں جا سکتا۔

(۲۰) عورت جس جگہ اعتکاف بیٹھی ہوئی ہے وہاں سے حاجت کے بغیر گھر کے کسی دوسرے حصہ میں نہیں جا سکتی۔

(۲۱) اگر کھانا پکانے یا اس طرح کے کسی دوسرے کام کی مجبوری ہے تو چولھا اس کی جائے اعتکاف کے پاس رکھ دیا جائے۔

(۲۲) اگر اذان مینار سے پر ہوتی ہے اور راستہ مسجد کے باہر سے جاتا ہو تو یہ بھی موذن کے لیے حاجت شرعی ہے وہ جا سکتا ہے۔

(۲۳) اگر مسجد گر جائے یا کسی حکمران وغیرہ نے زبردستی نکالا تو فوراً دوسری مسجد میں چلا جائے۔ اس صورت میں اعتکاف برقرار رہے گا اور اگر نہ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(۲۴) اگر نکاح کرنے یا بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی تھیں اب رجوع کرنے کے لیے باہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہ نکلنا حاجت کے بغیر ہے اور یہ کام مسجد کے اندر بھی ہو سکتے ہیں۔

(۲۵) ضرورت کے تحت مسجد میں خرید و فروخت جائز ہے لیکن سامان اندر نہ لائے البتہ تجارت کے لیے خرید و فروخت نہیں کر سکتا۔

(۲۶) ثواب سمجھتے ہوئے اعتکاف کے دوران خاموش رہنا جائز نہیں بلکہ اچھی اچھی باتیں کرنی چاہییں۔ عادتاً خاموش رہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۷) اعتکاف کے دوران عورت کا بوسہ لینا اور معانقہ کرنا ناجائز اور حرام ہیں اور جماع کیا تو اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔ اعتکاف کے دوران عورت

کو حیض آجائے یا بچہ پیدا ہو جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(۲۸) اگر واجب اعتکاف ٹوٹ گیا اور وہ کسی معین مہینے کا تھا تو جس قدر فاسد ہوا اس کی قضا کرے اور اگر غیر معین مہینے کی نذر تھی تو نئے سرے سے پورا اعتکاف کرے چاہے کسی وجہ سے بھی ٹوٹا ہو۔ اور اگر سنت اعتکاف تھا تو جس دن توڑا اسی دن کی قضاء کرے۔ اور اب مسجد سے باہر نہ جائے نیز اعتکاف کی قضا میں روزہ بھی رکھنا ہوگا۔

نصابِ اعتکاف

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا شریعت نے اعتکاف کے دوران مخصوص عبادات کی پابندی نہیں رکھی اس لیے معتکف اپنی صوابدید کے مطابق جس طرح اور جس قدر چاہے عبادت کر سکتا ہے۔

اگر علماء کرام اعتکاف بیٹھیں تو وہ خود مسائل سے واقف ہیں اور بہتر سے بہتر طریقہ عبادت اختیار کر سکتے ہیں البتہ عام مسلمانوں کی راہنمائی کے لیے ایک نصاب پیش کر دیا گیا ہے اگر ہو سکے تو اس کو معمول بنائیں۔

تلاوتِ قرآنِ مجید

ان دس دنوں میں (آخری عشرۂ رمضان میں) کم از کم ایک بار قرآن پاک مکمل پڑھیں کیونکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام رمضان المبارک میں ایک بار مکمل قرآن پاک کا دور کرتے تھے۔

نوافل

اس سلسلے میں تعداد کو پیشِ نظر رکھنے کی بجائے یہ دیکھیں کہ اطمینان، سکون اور سمجھ کر جتنی تعداد میں ممکن ہو نوافل پڑھیں اور کوشش کریں کہ روزانہ ایک بار صلوٰۃ تسبیح پڑھنے کی سعادت حاصل کریں۔ اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:۔

اے چچا! میں تمہیں عطا نہ کردوں؟ کیا میں آپ کو بخشش نہ کردوں؟ کیا میں آپ کو نہ دوں؟ کیا میں آپ کے ساتھ احسان نہ کروں؟ دس خصلتیں ہیں کہ جب آپ ان کو کرلیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے تمام گناہ اگلے پچھلے یا پرانے نئے، بھول کر کیے یا جان بوجھ کر، چھوٹے بڑے اور پوشیدہ اور ظاہر سب بخش دے گا۔ اس کے بعد آپ نے صلوٰۃ تسبیح کی ترکیب بتائی۔

صلوٰۃ تسبیح کا طریقہ

یہ چار رکعات نفل ہیں اللہ اکبر کہہ کر ثناء یعنی سبحانک اللھم آخر تک پڑھنے کے بعد پندرہ بار یوں پڑھیں

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ"

پھر اعوذ باللہ، بسم اللہ، سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھنے کے بعد یہی تسبیح دس بار پڑھیں۔ رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھنے کے بعد یہ تسبیح دس بار پڑھیں۔ رکوع سے کھڑا ہونے کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد پڑھ کر دس بار یہ تسبیح پڑھیں۔ پھر پہلے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنے کے بعد دس بار دو سجدوں کے درمیان دس بار اور دوسرے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں اس طرح ایک رکعت میں پچھتر بار تسبیح پڑھی جائے گی۔

دوسری رکعت میں پہلے پندرہ بار اور پھر اسی طریقے سے جس طرح پہلی رکعت میں پڑھی ہے تیسری رکعت میں ثناء پڑھنے کے بعد پندرہ بار اور

باقی اسی طرح اور پھر چوتھی رکعت میں بھی اسی ترتیب سے پڑھیں۔ یہ کل تین سو بار ہو گئی۔

اس کے علاوہ ان دنوں کو غنیمت سمجھتے ہوئے نماز تہجد، نماز اشراق نماز چاشت اور اوّابین بھی پڑھیں۔ اس طرح نوافل بھی پڑھے جائیں گے اور سُنّتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی عمل ہو گا۔

نماز تہجد

رات کو سونے کے بعد سحری کے وقت آٹھ رکعات پڑھیں۔ اگر وقت کم ہو یا کوئی مجبوری ہو تو کم بھی پڑھ سکتے ہیں۔

نماز اشراق

کوشش کریں کہ فجر کی نماز پڑھ کر فوراً سونے کی بجائے کچھ وظائف پڑھیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔ جب سورج اچھی طرح بلند ہو جائے تو دو رکعتیں پڑھیں۔

نماز چاشت

نماز اشراق کے بعد چاہیں تو کچھ دیر آرام کر کے اس کے بعد نماز چاشت بارہ رکعات پڑھیں اور اگر اس قدر نہ پڑھ سکیں تو دو، چار، چھ، آٹھ، دس جتنی چاہیں پڑھ لیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی چاشت کی (کم از کم) دو رکعتوں کی پابندی کرتا ہے۔ اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی

جھاگ کے برابر ہوں۔ نمازِ چاشت کا وقت سورج کے اچھی طرح بلند ہونے سے زوال تک ہے۔

صلوٰۃ الاوّابین

نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعتیں مستحب ہیں۔ ان کو صلوٰۃ الاوابین (اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے لوگوں کی نماز) کہتے ہیں۔ دو دو رکعتیں کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ چار اور دو الگ الگ بھی اور ایک ہی نیت سے چھ رکعتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ دو دو کر کے پڑھیں۔

نوٹ:۔ اگر دو سے زیادہ مثلاً چار نفل اکٹھے پڑھیں تو ہر قعدے میں درود شریف اور دعا بھی پڑھنا ہوگی اور ہر طاق رکعت مثلاً تیسری، یا پانچویں وغیرہ میں ثنا بھی پڑھیں گے۔

درود شریف

اگر ہو سکے تو "دلائل الخیرات" شریف روزانہ صبح کی نماز کے بعد پڑھیں اور اس کے علاوہ بعد نمازِ ظہر ایک سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھیں۔

يَا كَرِيْمُ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ
وَاٰلِهِ الْكِرَامِ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ وَعَبْدِهِ الْمُكَرَّمِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ اَكْرِمْ عَلَيْنَا بِكَرَمِكَ الْعَظِيْمِ

اے کریم! اپنے کریم نبی جو جود و کرم کا مرکز ہیں اور آپ کی معزز اولاد، قابلِ عزت صاحبزادے اور مکرم بندے پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اپنے عظیم کرم سے نواز دے۔

یہ درود شریف کثرتِ رزق اور دین و دنیا کے بے شمار فوائد اور قضائے حاجات کا باعث ہے[1]۔

بعد نمازِ عصر یہ درود شریف ایک سو بار پڑھیں۔

يَا جَبَّارُ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الْقَاهِرِيْنَ قَاتِلِ الْمُشْرِكِيْنَ دَافِعِ الْحَاسِدِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اقْهَرْ عَلٰى اَعْدَائِنَا بِقَهْرِكَ الْعَظِيْمِ يَا قَهَّارُ۔

اے غالب! غالب آنیوالوں کے سردار، مشرکین سے جہاد کرنیوالے اور حاسدین کو دور کرنیوالے (حضرت محمد مصطفٰے) اور آپ کے آل و اصحاب پر رحمت نازل فرما یا اللہ! اے قہار! اپنا عظیم قہر ہمارے دشمنوں پر ڈال دے۔

دشمنوں کی ہلاکت اور شرارت کرنے والوں کے شر کو دور کرنے میں مجرب ہے[2]۔

نمازِ مغرب کے بعد سو بار یہ درود شریف پڑھیں۔

يَا سَتَّارُ صَلِّ عَلٰى سِتْرِكَ الْجَمِيْلِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا بِسِتْرِكَ الْجَمِيْلِ فَلَمْ اَزَلْ بِسِتْرِكَ الْجَمِيْلِ الْمُزَّمِّلِ الْمُدَّثِّرِ مَسْتُوْرًا مُزَمِّلًا مُدَثِّرًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

اے گناہوں کو چھپانیوالے! اپنے خوبصورت پردہ پوش اور ان کے آل و اصحاب پر رحمت نازل فرما اور انہیں برکت و سلامتی عطا کر۔ اے اللہ! ہمیں اپنے ستر جمیل کے ساتھ ڈھانپ لے۔ پس مجھے اپنے بہترین ساتر، مزمل اور مدثر کے صدقے قیامت تک مستور، مزمل اور مدثر (گناہوں سے پردے میں رہنے والا) بنا دے۔

---

[1] احمد رضا خان بریلوی، امام، الوظیفۃ الکریمہ ص ۲۹۔
[2] احمد رضا خان بریلوی، امام، [illegible]

نمازِ عشا کے بعد سو بار یہ درود شریف پڑھیں۔

یَا غَفَّارُ صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

اے بخشنے والے! گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے اور اور کے تمام آل و اصحاب پر رحمت نازل فرما۔ اے میرے رب! مجھے میرے والدین اور تمام مومنین و مومنات کو بخش دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک میں زیادتی کرنیوالوں میں سے ہوں۔

مغفرت، حفاظت، جان و مال اور خیر و برکت نیز فضلے حاجات کے لیے مجرب و نافع ہے۔[۳]

سیرتِ نبوی کا مطالعہ

اعتکاف کے دوران کچھ وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مطالعہ کے لیے بھی نکالیں اور اس سلسلے میں علامہ نور بخش توکلی رحمہ اللہ کی "سیرت رسول عربی" اپنے پاس رکھیں۔

فقہی مسائل سیکھنا

دینی مسائل بالخصوص طہارت اور نماز نیز روزے کے مسائل سے آگاہی کے لیے مدرکن دین "یا مدنورالایضاح" (اردو ترجمہ محمد صدیق ہزاروی) اپنے پاس رکھیں اور ان کا مطالعہ کریں جہاں سے سمجھ نہ آئے مسجد کے خطیب صاحب سے حل کروالیں۔

---

[۲] احمد رضا خان بریلوی امام، الوظیفۃ الکریمہ ص ۳۰۔ [۳] ایضاً

دُعا

اعتکاف کے دوران جو دعا چاہیں مانگ سکتے ہیں عربی میں ہو یا اُردو میں جس طرح سہولت ہو لیکن درج ذیل دعا ایک جامع دعا ہے اگر ہو سکے تو اسے پڑھ لیا کریں۔

اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ بِجَاہِ نَبِیِّكَ الْمُصْطَفٰی وَ
رَسُوْلِكَ الْمُرْتَضٰی طَھِّرْ قُلُوْبَنَا وَعُیُوْنَنَا
وَلِسَانَنَا وَاَقْوَالَنَا وَحَرَکَاتِنَا وَسَکَنَاتِنَا
مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُّبَاعِدُنَا عَنْ مُشَاھَدَتِكَ
وَمُکَاشَفَتِكَ وَمُرَاقَبَتِكَ وَمَحَبَّتِكَ وَ
اَمِتْنَا عَلَی السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشَّوْقِ
اِلٰی لِقَآئِكَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَ
صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا وَّ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

یا اللہ! اے میرے پروردگار! اپنے برگزیدہ نبی اور پسندیدہ رسول (حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) کی حُرمت کے توسل سے ہمارے دلوں، آنکھوں، زبانوں اقوال اور حرکات وسکنات کو ان تمام خصلتوں سے پاک کر دے جو ہمیں تیرے دیدار خبرداری، تیری طرف توجہ اور تیری محبت سے دُور کرتی ہیں اور ہمیں سنت اور (مسلمانوں کی) جماعت کے راستے اور اپنی ملاقات کے شوق پر موت دینا۔
اے بزرگی اور بخشش والے! ہمارے سردار اور مولا حضرت محمد مصطفےٰ اور آپ کی آل و اصحاب پر تیری رحمت اور خوب سلام ہو اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

حرفِ آخر

یاد رکھیے اعتکاف ایک قسم کا ریفریشر کورس ہے جو ہمارے آئندہ سال کے لیے ایک صالح زندگی کی راہیں متعین کرتا ہے لہٰذا انوار و تجلیات کی جس بارش سے آپ اس دوران سیراب ہوئے سال بھر اس کا اثر باقی رہنا چاہیے۔ اور اعتکاف سے نکلنے کے بعد روحانیت کی اس چمک کو ماند نہ ہونے دیں۔

ایسا نہ ہو کہ عید کا دن ہی وی سی آر اور فلم بینی میں گزر جائے یا اعتکاف کے دوران سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کے لیے داڑھی مبارک رکھی اور عید کا چاند دیکھتے اور مسجد سے باہر ہوتے ہی اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

یاد رکھیں یہ گناہ عظیم ہے اور سنت نبوی کے ساتھ مذاق بھی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین

محمد صدیق ہزاروی

۲۷ جمادی الآخریٰ ۱۴۱۶ھ / ۲۱ نومبر ۱۹۹۵ء

ناشر و تاجر کتب
پروگریسو بکس
40-بی اردو بازار ○ لاہور ○